قرطاس ابیض کے الزامات کا جواب

مسئلہ فلسطین کے لئے خدمات، کلمہ توحید کی حفاظت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ مارچ ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (آل عمران: ۱۱۱)

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ (آل عمران: ۱۱۴-۱۱۶)

اور پھر فرمایا:

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورہ آل عمران سے لی گئی ہیں، پہلی آیت نمبر ۱۱۱

اور دوسری تین آیات نمبر ۱۱۴ تا ۱۱۶ ہیں۔ ان آیات میں اہل کتاب کو تبلیغ کرنے کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی نہایت پیارے اور حکیمانہ انداز میں یہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ اگر اہل کتاب اسلام قبول نہ کریں تو یہ ان کا اپنا قصور ہوگا اور جہاں تک حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کا تعلق ہے ان پر اس بارہ میں کوئی حرف نہیں آسکتا کیونکہ وہ اپنے فریضہ میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کرتے اور وہ اس رنگ میں تبلیغ کرتے ہیں کہ گویا حجت تمام ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں اہل کتاب کو کلیۃً رد کر دینا اور مردود قرار دینا کہ گویا ان میں کوئی بھی نیکی کی بات نہیں رہی۔ اس کی بھی قرآن کریم نے عمومی طور پر نفی فرمائی ہے اور یہ ہدایت فرمائی کہ قوم کو بحیثیت قوم اس رنگ میں مغضوب اور ملعون قرار دے دینا کہ کوئی بھی استثناء باقی نہ رہے گویا کہ ان میں کوئی بھی شریف انسان نہیں ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ہے چنانچہ اس وضاحت سے قرآن کریم نے ایسے لوگوں سے بھی امیدیں وابستہ فرما دیں جن کو امت محمدیہ بظاہر مردہ سمجھ بیٹھی تھی یا سمجھ بیٹھی ہو اور بتایا کہ خدا تعالیٰ مردوں میں بھی جان ڈال سکتا ہے اس لئے ان قوموں سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ اپنے فرائض سے کبھی غافل ہونا چاہئے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کی خاطر دنیا میں پیدا کی گئی تمہارے اندر یہ خوبیاں ہیں کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور دیتے چلے جاتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو اور روکتے چلے جاتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اسی پر تمہارا توکل ہے۔ تم اپنے ہاتھ میں داروغی کے حقوق نہیں لیتے اور تم ہی وہ لوگ ہو جو تبلیغ کا حق پوری طرح ادا کر دیتے ہو اور پھر اپنے رب پر اور اس کی قدرتوں پر ایمان رکھتے ہو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، گویا ان کا ایمان نہ لانا اب ان کا اپنا قصور ہے کیونکہ جہاں تک امت مسلمہ کا تعلق ہے اس نے تو اپنے فریضہ کو انتہا تک پہنچا دیا ہے، اب ان پر حرف نہیں آئے گا۔ اب حرف ان اہل کتاب پر آئے گا جو مسلمانوں کی ان صفات کے ہوتے ہوئے پھر بھی ایمان لانے کی سعادت سے محروم رہ گئے۔ پھر فرمایا کہ اہل کتاب سب برابر نہیں ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو امت قائمہ یعنی حق پر قائم ہیں اور اٰنَآءَ الَّيْلِ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی آیات

کی تلاوت کرتے ہیں. وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اور وہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں، یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور بھلائیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہیں۔ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور یقیناً یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔ اور وہ جو بھی بھلائی کی بات کرتے ہیں اس کی ناشکری نہیں کی جائے گی، انہیں اس کی جزا سے محروم نہیں کیا جائے گا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو خوب جاننے والا ہے۔

دنیا کی کسی کتاب میں اس قسم کی کوئی آیت آپ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ اس میں مخالفین بلکہ اشد ترین مخالفین کو بھی اس رنگ میں نوازا گیا ہو اور ان کی خوبیوں کا اقرار ایسے پیارے انداز میں کیا گیا ہو کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور یہ بات ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ ایسا کلام خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔ زیادہ آیات نہ سہی، صرف یہ ایک ہی آیت آپ ساری دنیا کے مذاہب کے سامنے چیلنج کے طور پر پیش کر سکتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی آیت اپنی کتابوں سے نکال کر تو دکھاؤ جس میں اتنا حوصلہ اور اتنی عظمت ہو۔ خدا تعالیٰ کا کلام تو پہلے بھی نازل ہوتا رہا ہے مگر کسی بندہ کامل پر اس طرح نازل نہیں ہوا جس طرح محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہوا۔ اس لئے یہ کلام جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے وہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عالی ظرف ہونے کی بھی دلیل ہے۔ جیسا آپؐ چاہتے تھے، جیسا آپؐ کا دل تھا اور جیسا آپؐ کا غیروں کی طرف رجحان تھا ویسا ہی کلام آپؐ پر نازل کیا گیا۔ مگر آج آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہمیں یہ طعنے دیتے ہیں کہ تم یہود کو تبلیغ کیوں کرتے ہو۔ اسرائیل جا کر بھی تم تبلیغ سے باز نہیں آئے لازماً تم ان کے ایجنٹ ہو۔ یہ کیسی جاہلانہ بات ہے۔ انہیں قرآن کا علم ہے نہ سنت محمد مصطفیٰؐ کا، ورنہ ایسے غلط اور جاہلانہ بہتان نہ تراشتے۔ قرآن کریم تو خیر امت کی دلیل یہ دے رہا ہے کہ تم اپنے تبلیغ کے فیض سے کسی قوم کو محروم نہیں رکھتے اور یہ فیض ایسا عام ہے کہ دشمنوں کو بھی یہ فیض دیتے ہو اس لئے اگر وہ پھر بھی ہدایت نہ پائیں تو ان کا اپنا قصور ہے تمہارا کوئی قصور نہیں۔

اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔ دنیا میں سب سے پہلا یہودی حصین بن سلام جو مسلمان ہوا (آنحضرت ﷺ نے بعد میں ان کا نام عبداللہ بن سلام رکھا) وہ

آنحضرت ﷺ کی ذاتی تبلیغ سے مسلمان ہوا اور پھر آپؐ نے ان کے ذریعہ پیغام بھجوا کر دوسرے یہود کو بھی اکٹھا کیا اور انہیں تبلیغ کی۔ الغرض آنحضرت ﷺ کی تمام زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ حضور اکرم ﷺ نے یہود کو تبلیغ کرنے سے منع فرمایا ہو یا خود رُکے ہوں یا ان سے حسن سلوک کرنے سے منع فرمایا ہو یا خود رُک گئے ہوں۔

چنانچہ ایک دفعہ ایک یہودی ماں نے اپنے یہودی بچے کی وفات کے وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بچے کا یہ پیغام بھیجا کہ میری جان نکل رہی ہے اور میں آپؐ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپؐ اسی وقت اٹھ کر اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور مرتے وقت اس کو تبلیغ فرمائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے لیے یہ بہتر نہیں ہے کہ مسلمان ہو کر جان دو۔ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ! میرے لئے یہی بہتر ہے اور اس طرح اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں جان دے دی۔ یہ ہے اسوہ محمد مصطفی ﷺ، جس کی ہم اتباع کر رہے ہیں مگر ہمارے مخالف ہمیں اس سے روکنے میں کوشاں ہیں۔

پھر ایک اور واقعہ اس طرح ہے کہ ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو اچانک چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ یا رسول اللہؐ! یہ تو یہودیہ کا جنازہ ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کیا اس میں مرنے سے پہلے جان نہیں تھی؟ اور پھر اس قسم کے کلمات فرمائے جس سے شرف انسانی قائم ہوتا ہے۔ فرمایا دکھ سب کے برابر ہوا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تو (جن کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا) کسی یہودیہ کا جنازہ گزرنے پر بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر آج یہ نفرتوں کی تعلیم دینے والے، اسلام اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پاک اسوہ پر دردناک الزامات لگانے والے ہمیں یہ کہتے ہیں کہ تم اسوہ محمدؐ کے پیچھے کیوں چل رہے ہو ہمارے اسوہ کے پیچھے کیوں نہیں چلتے۔ میں انہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم تو کبھی کسی قیمت پر تمہارے اسوہ کو قبول نہیں کریں گے، ہمارے سامنے ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے ایک ہی اسوہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اسوہ ہے اسی اسوہ پر ہم اب تک جئے ہیں اور اسی پر جئیں گے اور اسی پر جان دیں گے۔ انشاء اللہ۔

جہاں تک ان الزامات کا تعلق ہے کہ (نعوذ باللہ من ذالک) احمدی یہود کے ایجنٹ ہیں اور انہوں نے یہود کے مفاد میں کوششیں کی ہیں۔ سو یہ ایک ایسا جھوٹا اور بے بنیاد الزام ہے کہ جب آپ

حقائق پر غور کریں تو بالکل برعکس صورت نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جب تقسیم فلسطین کا ظالمانہ فیصلہ ہوا تو اس سے پہلے وہ کون سی آواز تھی جس نے سارے عالم کو خبردار اور متنبہ کیا تھا اور جس سے عرب دنیا میں بھی اور عرب سے باہر بھی ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ یہ دردمندانہ انتباہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آواز تھی۔ آپ نے دل ہلا دینے والا ایک پمفلٹ لکھ کر کثرت سے شائع کیا جس میں مسلمانوں کو متنبہ کیا اور بتایا کہ تم اس گمان میں نہ رہو کہ آج مغرب تمہارا دشمن ہے تو مشرق تمہارا دوست ہوگا یا مشرق تمہارا دشمن ہے تو مغرب تمہارا دوست ہوگا۔ فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج امریکہ بھی تمہارا دوست نہیں ہے اور روس بھی تمہارا دوست نہیں۔ ان کے درمیان اسلام کے خلاف باہمی سازش ہو چکی ہے۔ یہ اپنی دشمنیاں اسلام سے دشمنی کی وجہ سے بھلا بیٹھے ہیں اور ایک ہو گئے ہیں۔ کیا تم میں غیرت نہیں ہے کیا تم میں اسلام کی ایسی محبت نہیں ہے کہ جس کی خاطر تم اپنی دشمنیوں کو بھلا کر ایک ہو جاؤ۔

یہ ایسا مدلل اور موثر مضمون تھا کہ اس نے مسلمانوں کو اس طرح جھنجھوڑ کر بیدار کیا کہ اس کی بازگشت مدتوں تک عرب دنیا میں سنائی دیتی رہی اور پھر جب یہ ظالمانہ فیصلہ ہو گیا تو آپ نے ایک اور مضمون لکھا اور اسے بھی بڑی کثرت سے شائع فرمایا جس میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی تھی کہ اس فیصلہ کے بعد مسلمانوں کو کیا کیا اقدامات کرنے چاہئیں جو اس کھوئی ہوئی بازی کو دوبارہ جیتنے میں مدد دے سکیں۔ اس وقت عرب دنیا کا جو حال تھا اور جس طرح وہ احمدیت کی ممنون احسان تھی وہ تو ایک لمبا مضمون ہے لیکن میں آپ کو صرف ایک اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں جس سے نہ صرف عرب دنیا کے خیالات کا پتہ چلتا ہے بلکہ استعماری طاقتوں نے اس پر کیا ردعمل دکھایا اور حضرت مصلح موعود کی آواز کو کیا اہمیت دی اس کا ذکر بھی اس سے ملتا ہے۔

عراق کے ایک مشہور اور بزرگ صحافی الاستاذ علی الخیاط آفندی جن کا ایک مشہور و معروف اور موقر اخبار ''الانباء'' کے نام پر نکلتا ہے۔ آپ نے اپنے اخبار میں ایک تفصیلی مضمون لکھا جس میں سے ایک اقتباس میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگوا کر منافرت پیدا کی جائے اور بعض فرقے احمدیوں کی تکفیر اور ان پر

نکتہ چینی کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے کہ درحقیقت یہ سب کارروائی استعماری طاقتیں کروارہی ہیں کیونکہ فلسطین کی گزشتہ جنگ کے ایام میں ۱۹۴۸ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو اس معاملہ میں آلہ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔

ان دنوں میں ایک ظرافتی پرچے کا ایڈیٹر تھا اور اس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کا انداز تھا۔ چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمہ دار نمائندہ مقیم بغداد نے ملاقات کے لئے بلایا اور کچھ چاپلوسی کے طور پر میرے انداز نکتہ چینی کی تعریف کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دل آزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے۔

یعنی ایک استعماری طاقت کو اسلام کی اس طرح فکر لاحق ہوگئی کہ ایک ایڈیٹر صاحب کو بلا کر کہتے ہیں کہ ”دل آزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے“۔

پھر لکھتے ہیں:

”یہ ان دنوں کی بات ہے جب ۱۹۴۸ء میں ارض مقدسہ کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا اور اسرائیلی سلطنت قائم ہوئی تھی اور میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا سفارت خانہ کا یہ اقدام درحقیقت ان دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا جو تقسیم فلسطین کے موقع پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ ایک ٹریکٹ کا عنوان ”هَيْئَةُ الْأُمَمِ الْمُتَّحِدَةِ وَقَرَارُ تَقْسِيمِ فَلَسْطِينَ“ تھا جس میں مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی ان سازشوں کا انکشاف کیا گیا تھا جن میں فلسطینی بندرگاہوں کے یہودیوں کو سپرد کر دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرا ٹریکٹ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا اور

مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعت میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔۔۔۔۔۔۔جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے میں مدد ملے سکے تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں اور فرقوں کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کرتے رہیں تا کہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو سکے''۔

(اخبار''الانباء''(بغداد) مورخہ ۲۱؍ستمبر ۱۹۵۴ء بحوالہ مجلة ''التقوی''ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۹ء)

الغرض حضرت المصلح الموعود کے دو ٹریکٹ شائع ہوئے اور ان کا اتنا حیرت انگیز اثر پڑا کہ بڑی بڑی استعماری طاقتیں کانپ گئیں اور سفارت خانوں کو ان کے مراکز سے ہدایتیں ملنے لگیں کہ اخباروں کو پیسے دو اور ان سے تعلقات قائم کرو اور جس طرح بھی ہو احمدیوں کے خلاف ایک تحریک چلاؤ۔

جہاں تک چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ذات کا تعلق ہے ان کے متعلق یہ الزام کہ گویا آپ نے فلسطین کے مفاد کے خلاف ایسی تقریریں کیں جن کے نتیجہ میں مفاد فلسطین سبوتاژ ہو گیا، حد درجہ بے حیائی پر مبنی ہے۔ عجیب منطق ہے کہ ساری عرب دنیا کو تو اس بات کا علم نہیں لیکن پاکستان کے ملاؤں کو اس بات کا پتہ لگ گیا۔ جن عربوں پر گزر رہی تھی اور جن کے مقاصد کی خاطر چوہدری صاحب دن رات ایک کئے ہوئے تھے اور اپنی جان ہلکان کر رہے تھے، اپنی تمام خداداد طاقتوں کو استعمال میں لا رہے تھے ان عربوں کو تو اس بات کا علم نہیں ہوا لیکن پاکستان کے احراریوں کو پتہ چل گیا، جماعت اسلامی کو علم ہو گیا اور موجودہ حکومت پاکستان کو پتہ چل گیا کہ اصل واقعہ کیا تھا! چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات کے بارے میں عرب دنیا کے جو خیالات تھے نہ صرف اس وقت انہیں علم تھا بلکہ آج تک جبکہ احمدیت کی مخالفت زوروں پر ہے انہیں وہ خدمات یاد ہیں اور آج بھی بعض حق پرست ایسے ہیں جو ان خدمات کو تسلیم کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ چنانچہ عربوں کی زبانی سنئے۔ عبدالحمید الکاتب رسالہ ''العربی'' ماہ جون ۱۹۸۳ء کے شمارہ میں ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''محمد ظفر اللہ خان ہی وہ شخص ہے کہ جو فلسطین کے حق کے دفاع میں

مرد میدان ثابت ہوا۔اس نے فلسطین کے بارہ میں عربوں کے حقوق کے دفاع میں خدا کی طرف سے ودیعت کی گئی قدرت علی الخطاب اور قانون وسیاست میں قابلیت کے ہر جوہر کو آزمایا۔اس کے کلام کی نبض حقیقی اسلامی روح کے ساتھ چلتی تھی‘‘۔

ان دنوں جب کہ مسئلہ فلسطین ابھی تازہ تھا اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس عظیم جدوجہد میں مصروف تھے جو کہ ایک تاریخی حیثیت کی حامل تھی ،عرب لیگ میں ایک بڑی مکروہ کوشش چوہدری صاحب کو عالم اسلام سے باہر نکالنے اوران کی خدمات سے عالم اسلام کو محروم کرنے کی ہوئی۔شاہ فاروق جو استعماری طاقتوں کے ایجنٹ کے طور پر معروف ہیں اور جن کا بعد میں تختہ الٹ دیا گیا تھا،ان کے ایماء پر فلسطین کے مفتی نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور جماعت احمدیہ کے خلاف ایک بڑا سا فتویٰ دے دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تا کہ عالم اسلام کی خدمات کرنے والا جو بطل جلیل ہے اس سے عالم اسلام محروم رہ جائے۔ چنانچہ جب یہ فتویٰ شائع ہوا اس وقت اگر چہ وہ دور گزر چکا تھا لیکن چونکہ چوہدری صاحب کی خدمات کی یاد ابھی تازہ تھی اس لئے جنرل عبدالرحمٰن عزام پاشا جو عرب لیگ کے سیکرٹری تھے انہوں نے اس جریدہ کو جس میں وہ فتویٰ چھپا تھا مخاطب کر کے لکھا:

’’میں حیران ہوں کہ آپ نے قادیانیوں یا چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان کے متعلق مفتی کی رائے کو ایک مؤثر مذہبی فتویٰ خیال کیا ہے‘‘۔

پھر لکھتے ہیں:

’’اگر یہ اصول مان لیا جائے تو پھر بنی نوع انسان کے عقائد،ان کی عزت ووقار اوران کا سارا مستقبل محض چند علماء کے خیالات وآراء کے رحم وکرم پر آرہے گا‘‘۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

’’ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ظفر اللہ خان اپنے قول اوراپنے کردار

کی رو سے مسلمان ہیں۔ روئے زمین کے تمام حصوں میں اسلام کی مدافعت کرنے میں آپ کامیاب رہے اور اسلام کی مدافعت میں جو موقف بھی اختیار کیا گیا اس کی کامیاب حمایت ہمیشہ آپ کا طرہ امتیاز رہا اس لئے آپ کی عزت عوام کے دلوں میں گھر کر گئی اور مسلمانان عالم کے قلوب آپ کے لئے احسان مندی کے جذبات سے لبریز ہو گئے''۔

(جریدۃ الاخبار القاھریۃ مؤرخہ ۲۳/ جون ۱۹۵۲ء)

کیا یہ مسلمانان عالم پاکستان میں نہیں بستے کیا انہیں علم نہیں ہے کہ ایک وقت تھا کہ عالم اسلام اور عالم اسلام کا بھی وہ حصہ جہاں سے اسلام کا نور پھوٹا تھا وہ ببانگ دہل یہ اعلان کر رہا تھا کہ مسلمانان عالم چوہدری ظفر اللہ خان کی ان خادمانہ کوششوں کے ممنون احسان ہیں جو انہوں نے اسلام کی سربلندی اور مسلمانان عالم کے مفاد میں سرانجام دیں۔ پھر ایک اور اخبار ''المصری'' ۲۶/ جون ۱۹۵۲ء (بحوالہ: البشریٰ ستمبر ۱۹۵۲ء جلد ۱۸ ص ۱۱۹) کی اشاعت میں ''اے کافر! خدا تیرے نام کی عزت بلند کرے'' کے زیر عنوان لکھتا ہے:

''مفتی نے ظفر اللہ کو کافر و بے دین قرار دیا ہے۔ آؤ سب مل کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان پر سلام بھیجیں۔ ظفر اللہ خان کافر کے کیا کہنے ان جیسے اور بڑے بڑے دسیوں کافروں کی ہمیں ضرورت ہے''۔

مصر ہی کے ایک اور اخبار ''الزمان'' اپنی اشاعت میں ۲۵/ جون ۱۹۵۲ء (بحوالہ البشریٰ ستمبر ۱۹۵۲ء جلد ۱۸ صفحہ: ۱۲۵) میں لکھتا ہے:

اخبار ''الیوم'' ۲۶/ جولائی ۱۹۵۲ء میں رقم طراز ہے:

''وہ شخص جو استعماریت کا بڑی قوت، بلاغت اور صدق بیانی سے مقابلہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ بھی جس کی زبان اور دل پر حق جاری کرتا ہے وہ بھی اگر کافر قرار دیا جا سکتا ہے تو نیک لوگوں کی اکثریت ایسے کافر بن جانے کی خواہش کرے گی''۔ (بحوالہ رسالہ البشریٰ جلد ۱۸ شمارہ ستمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۳۲)

اخبار ''بیروت المساء'' نے لکھا:

''شیخ مخلوف اور ظفر اللہ خان کے درمیان نمایاں فرق ہے اول الذکر مسلم غیر عامل ہے اور اگر شیخ مذکور عمل کرتا بھی ہے تو تفرقہ انگیزی کے لئے ، برخلاف اس کے ظفر اللہ خان ''مسلم عامل الخیر'' ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات میں ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔

آہ! ایمان اور عمل صالح کے باوجود مسلمانوں کو کافر قرار دینا کتنا ہی دوراز عقل ہے''۔ (بیروت المساء شمارہ ۲۲۴ مؤرخہ ۲۹/ جون ۱۹۵۲ء)

بہر حال ایک وہ وقت تھا جب کہ عالم اسلام کو ایک خطرہ درپیش تھا اور جیسا کہ جماعت احمدیہ کی ہمیشہ سے یہ روایات رہی ہیں کہ ہر ایسے خطرہ کے وقت جو اسلام یا مسلمانان عالم کو درپیش ہو جماعت اور جماعت احمدیہ کے خلفاء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نمایاں توفیق ملی اور یہ امتیازی سعادت نصیب ہوئی کہ سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر ان خطرات کی طرف متوجہ کرنے والے وہی تھے اور ان کی متابعت میں جماعت احمدیہ نے ہر خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا لیکن جماعت احمدیہ کو ہر طرف سے اس کی یہ سزا دی گئی کہ نہ صرف یہ کہ وہ استعماری یا اسلام دشمن طاقتیں جماعت احمدیہ کو اس حریت ضمیر کی سزا دینے پر تل بیٹھیں بلکہ اس کام کے لئے خود مسلمانوں کو ہمیشہ استعمال کیا گیا۔ عالم اسلام کو یہ خطرات باہر سے بھی درپیش رہے اور اندر سے بھی۔ باہر سے بھی اسلام دشمن طاقتوں نے یہ خطرات اسلام کے لئے پیدا کئے اور اندر سے ان ایجنٹوں کو استعمال کیا جو ہمیشہ سے استعماریت کے ایجنٹ بنتے رہے ہیں۔

پس آج بھی کچھ اسی قسم کا واقعہ درپیش ہے۔ آج بھی عالم اسلام کو ایک خطرہ ہے لیکن ایک ایسا مہیب اور ایسا ظالمانہ خطرہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ایسا خطرہ کبھی اسلام کو پیش نہیں آیا تھا۔ آج یہ خطرہ درحقیقت نہ روس کی طرف سے، ہے نہ امریکہ کی طرف سے، نہ بدھ پرست طاقتوں کی طرف سے ہے اور نہ صیہونی طاقتوں کی طرف سے ہے، نہ مشرق سے یہ خطرہ ہے اور نہ مغرب سے۔ آج اسلام کو یہ خطرہ ایک ایسی حکومت کی طرف سے ہے جو مسلمان ہونے کی دعویدار ہے، جو اسلام کی عزت اور وقار کے نام پر کھڑی ہوئی اور اسلام کی عزت و وقار کا واسطہ دے کر مسلمانان پاکستان پر مسلط ہوگئی۔ یہ ایک ایسا خطرہ ہے جس سے بڑھ کر اس سے پہلے کبھی بھی عالم اسلام کو ایسا خطرہ

درپیش نہیں ہوا تھا۔

کلمہ توحید کو مٹانے کے نام پر غیر مسلم کوششیں مختلف وقتوں میں ہمیں تاریخ میں نظر آتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ خوفناک اور بھیانک کوشش خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کی گئی تھی لیکن مسلمانوں کی طرف سے اس کوشش کا تصور بھی موجود نہیں تھا کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اتنے بدقسمت نکلیں گے کہ اپنے ہاتھوں کو کلمہ مٹانے کے لئے استعمال کریں گے۔ کوئی مسلمان اس بات کا وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا۔ یہ وہ سہرا ہے جو آج پاکستان کی آمرانہ حکومت کے سر باندھا جارہا ہے اور آج پاکستان میں ایک نئی تاریخ، ایک نہایت ہی بھیانک اور خوفناک خونی تاریخ لکھی جارہی ہے اور اسلام کی حفاظت اور اسلام کی خدمت کا یہ تصور پیش کیا جارہا ہے کہ اسلام کی بنیادوں پر حملہ کرو، کلمہ توحید پر حملہ کرو، کلمہ رسالت پر حملہ کرو اور اگر احمدی کلمہ توحید اور کلمہ رسالت کی عزت سے باز نہ آئیں اور اسے تسلیم کرنا نہ چھوڑیں اور اس کے اقرار سے توبہ نہ کریں تو انہیں سخت سے سخت سزائیں دو۔ یہ ہے آج کا شدید ترین حملہ جو اسلام کے خلاف ایک اسلامی ملک کہلانے والے کی سرزمین سے اٹھا ہے اور جس نے ساری فضا کو دھندلا دیا ہے اور گندا کر دیا ہے۔

یہ کارروائیاں کس طریق پر کی جارہی ہیں اس کا صرف ایک نمونہ میں آپ کے سامنے آج پیش کرتا ہوں۔ ایک احمدی نوجوان جس کو کلمہ لکھنے کے جرم میں پکڑا گیا وہ اپنے قلم سے سرگزشت لکھتے ہیں کہ مجھ پر کیا بیتی اور کس طرح پاکستان کی آمرانہ حکومت کے کارندوں نے اسلام کی ''خدمت'' سرانجام دی۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

> ''جب مجھے پکڑا گیا تو پولیس والے نے مجھے مکوں سے مارنا شروع کر دیا۔ پھر پولیس کا ایک اور سپاہی بھی آ گیا دونوں نے مل کر پہلے تھپڑوں اور مکوں سے خدمت کی اور پھر ایک دکان جس میں پولیس نے چوکی بنائی ہوئی تھی وہاں لکڑی کے ڈبے میں لٹا کر مجھے مارا گیا۔ میں اس دوران منہ سے کلمہ کا ورد کرتا رہا۔ پھر یہاں سے تانگے میں بٹھا کر تھانہ باغبانپورہ لے جایا گیا، راستہ میں بھی تھپڑ اور مکے مارے گئے اور میں رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (البقرہ:۲۵۱)

پڑھتا رہا۔ تھانہ باغبانپورہ (گوجرانوالہ) میں پہنچ کر ایک پولیس والا کہنے لگا اسے لٹاؤ اور دو چار لگاؤ۔ چنانچہ مجھے لیٹنے کے لئے کہا گیا۔ میں نہ لیٹتا تھا پھر دو تین آدمی آگے آئے ایک نے سر کے بال پکڑے دوسرے نے بازو مروڑا تیسرے نے ٹانگیں کھینچیں اور اس طرح مجھے زمین پر گرا دیا گیا اور پھر ایک سپاہی کے ہاتھ میں ہنٹر تھا اس نے ہنٹر سے سات آٹھ ضربات لگائیں ہر ضرب پر میں کلمہ طیبہ اونچی آواز میں پڑھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تم تو کافروں میں سے آئے ہو اور ضرب لگاتے اور پھر کہتے کہ ہم تمہارا کلمہ نکالتے ہیں بڑے کلمہ پڑھنے والے آئے۔ اس کے بعد جب ان کی خدمت اسلام کی یہ تمنا اور یہ حسرت ابھی اچھی طرح پوری نہ ہوئی تو ایک پولیس والے کو یہ خیال آیا کہ اسلام کی خدمت تو اس سے بھی بڑھ کر ہونی چاہئے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کی شلوار اتارو پھر شلوار اترنے کے لئے جدوجہد شروع ہوگئی پانچ سات سپاہی مل کر شلوار اتارنے میں کامیاب ہوئے اور پھر مجھے الٹا لٹا کر ننگی پیٹھ پر ضربات لگائی گئیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے منہ سے صرف کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اتنے میں چند اور سپاہی اکٹھے ہو کر آگئے اور پوچھنے لگے کہ اپنے مرزا کی باتیں سناؤ وہ کہاں پیدا ہوا اور کہاں مرا۔ انہوں نے مجھے ماں، باپ، بہن، وغیرہ کی گندی گالیاں دیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مغلظات بکیں وہ آدھ گھنٹہ کے قریب گالیاں دیتے رہے اور میں استغفار پڑھتا رہا۔ جسم کی ضربات کے متعلق ایک بات یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسی ہنٹر سے پیٹھ کے علاوہ سر اور کندھوں پر نہ جانے کتنی ضربات لگائیں‘‘۔

یہ ہے پاکستان میں کلمہ طیبہ کی خدمت اور خدمت اسلام کا تصور۔ کیا آپ کو عرب کے تپتے ہوئے وہ صحرا یاد نہیں آگئے جہاں سیدنا حضرت بلال حبشیؓ کو اسی جرم میں گھسیٹا جا رہا تھا، جہاں انگیٹھیوں سے تپتے ہوئے انگارے نکال کر کلمہ پڑھنے والوں کی چھاتیوں پر رکھ دیئے جاتے تھے اور ان کی پیٹھوں کے نیچے زمین پر بھی وہ انگارے بچھا دئیے جاتے تھے اور ان انگاروں کے نتیجہ میں بننے

والے چھالوں کے پانی سے وہ انگارے بجھا کرتے تھے۔ پس کلمہ مٹانے کے وہ دردناک واقعات جو سرزمین عرب میں گزرے تھے ویسے ہی دردناک واقعات آج پاکستان میں گزر رہے ہیں لیکن خوفناک ظلم یہ ہے کہ اب ایک اسلامی مملکت کے کارندوں کی طرف سے یہ کارروائی ہو رہی ہے۔ آج دنیا میں شیطان سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں ہوگا کیونکہ آج وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں سے وہ حرکت کروا رہا ہے جو کسی زمانہ میں آپؐ کے اولین دشمن کیا کرتے تھے۔

جب ان سے پوچھا جائے کہ تم کیا کرتے ہو؟ کیا تم میں کوئی عقل اور شعور باقی نہیں رہا؟ تو پھر وہ بہت بڑی دلیلیں دیتے ہیں۔ ان دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ تم تو ناپاک لوگ ہو اس لئے اگر تم کلمہ پڑھو گے یا کلمہ سینہ پر لگاؤ گے تو کلمہ کی بے حرمتی ہوگی اور ہم یہ بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ کتنی تعجب انگیز دلیل ہے؟ یہ کلمہ تو ناپاکوں کو پاک بنانے کے لئے آیا ہے یہ اسی لئے تو نازل ہوا تھا کہ بدوں کا تزکیہ کرے، اگر احمدی ناپاک ہیں تو تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ ان ناپاکوں کو بھی اس کلمہ نے طیب اور پاکیزہ کر دیا ہے۔ یہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ ہے، یہ خدائے واحد و یگانہ کا کلمہ ہے، یہ تو اس مزکی کا کلمہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی مزکی کبھی پیدا نہیں ہوا۔ اس کلمہ نے تو صدیوں کے ناپاک اور پلید لوگوں کو بھی پاک بنا دیا تھا۔ یہ کسی ملاں کا کلمہ تو نہیں جو پاکوں کو بھی پلید کر دے، یہ کسی آمر وقت کا کلمہ تو نہیں جو نیکوں کو بھی بدنام بنا دے۔ پس اگر تمہارے کہنے کے مطابق جماعت احمدیہ ناپاک ہی ہے تو پھر اس ناپاک جماعت کو صرف یہی کلمہ چاہئے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اور خدائے واحد و یگانہ کا کلمہ، کسی اور کے بنائے ہوئے کلمہ کی ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔

دوسرا اعتراض وہ یہ کرتے ہیں کہ احمدیوں کے دل میں یہ کلمہ نہیں، منہ سے محمدؐ رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور دل میں کہہ رہے ہوتے ہیں احمد رسول اللہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی رسول اللہ۔ عجیب جاہلانہ بات ہے پھر اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہم سے کلمہ چھیننے کی ایک مکروہ حرکت تو کی تھی مگر ساتھ ہی خدائی کے دعویدار بھی بن بیٹھے اور آنحضرت ﷺ سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی کلمہ پڑھنے والے کے متعلق آپؐ نے یہ فرمایا ہو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو دل سے کچھ اور کہتے ہو اور اوپر سے کچھ اور کہہ رہے ہو۔ بلکہ جن لوگوں کے متعلق خدا نے خبر دے دی تھی کہ

وَلَمَّا يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ (الحجرات:۱۵) کہ ان کے دلوں میں ایمان نے جھانک کر بھی نہیں دیکھا، ایمان ان میں داخل ہی نہیں ہوا ایسے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ کا کلمہ اور ہے اور دل کا اور۔ بلکہ اس کے برعکس ایسے واقعات بکثرت ملتے ہیں کہ ان کے تصور سے انسان حیران رہ جاتا ہے کہ نبیؐ کس عظمت، کس شان، کس وسیع حوصلہ اور کس وسیع قلب کا مالک تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تاریخ اسلام میں ایک یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ اُسامہ بن زیدؓ نے ایک مقابلہ میں ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جو مسلمانوں پر بار بار حملے کرتا تھا۔ جب اُسامہ بن زیدؓ اسے مارنے لگے تو اس نے کلمہ پڑھ لیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ وہ خود بتاتے ہیں (مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکا فر بعدأن قال لاالٰہ الا اللہ کی یہ حدیث ہے) کہ جب آنحضرت ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا اس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہا اور تم نے اسے قتل کر دیا! اُسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس نے تو ہتھیار کے خوف سے ایسا کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا جو تجھے علم ہو گیا تھا کہ اس نے کیا کہا اور کیا نہیں؟ آنحضرت ﷺ یہ فقرہ مسلسل کہتے چلے گئے اور کہتے چلے گئے اور کہتے چلے گئے کہ کیا تو نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا، کیا تو نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ”کیوں نہ تو نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا، کیوں نہ تو نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا کہ واقعی اس کے دل میں کلمہ تھا یا نہیں“۔

پس محمد مصطفی ﷺ نہ خود اس بات کے دعویدار تھے کہ دلوں میں جھانک کر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ واقعی دل میں کلمہ ہے یا نہیں اور نہ اپنے غلاموں کو اس بات کی اجازت دی لیکن اس کے برعکس آج کے ملاں یہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں کہ وہ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ بھی ہیں اور خدا تعالیٰ کے نبیؐ اور آپؐ کے صحابہؓ سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہیں اور دلوں کا حال جاننے لگ گئے ہیں اور اس پر کسی مسلمان کو غیرت نہیں آرہی کہ یہ کیا حرکتیں ہو رہی ہیں۔

اس حدیث کی ایک اور روایت بھی ہے جس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں اس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ جب حضرت اُسامہ بن زیدؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کلمہ تو اس نے تلوار کے ڈر سے پڑھا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھا اور پھر بھی تم نے قتل کر دیا! پھر فرمایا کہ قیامت کے

دن جب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ گواہی دینے آئے گا تو پھر تم کیا جواب دو گے۔ حضرت اُسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے بخشش طلب کریں تو پھر یہی فرمایا کہ قیامت کے دن جب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ آئے گا تو اس وقت تو کیا جواب دے گا؟ حضرت اُسامہؓ کہتے ہیں آپؐ اس کے علاوہ اور کچھ نہ فرماتے تھے کہ جب قیامت کے دن لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ آئے گا اس وقت تو کیا کرے گا؟

پس یہ وہ حالات ہیں جو اس وقت پاکستان میں رونما ہو رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اسلام کے نام پر مسلط کی جانے والی ایک آمرانہ حکومت اسلام کی بنیادوں پر نہایت ہی خوفناک حملے کر رہی ہے اور عالم اسلام غفلت میں سویا پڑا ہے۔

یہ دور سائل جن کا میں نے ذکر کیا ہے، اس وقت لکھے گئے تھے جب کہ فلسطین کو خطرہ تھا اور فلسطین کے نتیجہ میں مکہ اور مدینہ کو بھی خطرہ لاحق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس وقت عالم اسلام کو بڑے واشگاف الفاظ میں بیدار کرتے ہوئے فرمایا:

> ''سوال فلسطین کا نہیں سوال مدینہ کا ہے، سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے۔ کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہو گا''۔
>
> (''الکفر ملۃ واحدۃ'' انوار العلوم جلد ۱۹)

لیکن آج جب کلمہ پر یہ ناپاک حملہ کیا گیا ہے تو میں عالم اسلام کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ آج نہ فلسطین کا سوال ہے نہ یروشلم کا سوال ہے اور نہ مکہ مکرمہ کا سوال ہے، آج اس خدائے واحد و یگانہ کی عزت اور جلال کا سوال ہے جس کے نام سے ان مٹی کے شہروں نے عظمت پائی تھی، جس کے عظیم نام سے اینٹ پتھر کے گھروندوں کو تقدس نصیب ہوا تھا آج اس کی وحدانیت پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ آج مکہ اور مدینہ کا سوال نہیں آج تو ہمارے آقا و مولا شاہ مکی و مدنی کی عزت و حرمت کا سوال ہے۔ آج سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کے سینوں میں کوئی غیرت باقی نہیں رہی، کیا یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کے ہاتھ کلمہ مٹانے کی طرف اٹھ رہے ہیں ان پر لرزہ طاری نہیں ہو جاتا؟ کیا ان کے دل پر

زخم نہیں لگتے؟

ستم بالائے ستم یہ کہ جب کوئی مسلمان اس کام کے لئے نہیں ملتا تو پاکستان کی اس آمرانہ حکومت میں اسلام کے دشمن عیسائیوں کو اس کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جب کوئی شریف شہری نہیں ملتا تو حوالات یا جیل خانوں سے مجرم پکڑ کر لائے جاتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے پاک کلمہ طیبہ مٹوایا جاتا ہے جس میں یہ اقرار ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پس یہ ناپاک تحریک جو آج صدر ضیاء الحق کی کوکھ سے جنم لے رہی ہے وہ اس دنیا میں بھی اس کے ذمہ دار ہیں اور قیامت کے دن بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ **پھر نہ تو انہیں دنیا کی کوئی طاقت بچا سکے گی اور نہ کوئی مذہبی طاقت ان کو بچا سکے گی کیونکہ آج انہوں نے خدا کی عزت وجلال پر حملہ کیا ہے۔ آج محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاک نام کے تقدس پر حملہ کیا ہے۔**

احمدی تیار ہیں وہ کلمہ کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اے عالم اسلام! تم کیوں اس سعادت سے محروم بیٹھے ہو۔ کیا تم میں اسلام کی ہمدردی، اس کی غیرت اور کلمہ توحید کی محبت کی کوئی رمق بھی باقی نہیں رہی؟ پس میں تمہیں اس وحدت کی طرف بلاتا ہوں جس میں سارا عالم اسلام مشترک ہے۔ عالم اسلام کی ایک ہی تو جان ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور کوئی شک نہیں۔ شیعہ بھی کلمہ توحید سے اسی طرح وابستہ ہے جیسے سنی وابستہ ہے، احمدی بھی اسی طرح وابستہ ہے جس طرح وہابی اور دیگر فرقوں والے وابستہ ہیں۔ کلمہ اسلام کی روح ہے لیکن آج اسلام کی اس روح پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں تمہیں غار حرا کے نام پر بلاتا ہوں جس سے ایک دفعہ صوت حق اس شان سے نکلی تھی کہ اس نے سارے عالم پر لرزہ طاری کر دیا تھا، میں تمہیں سیدنا بلالؓ حبشی کے نام پر بلاتا ہوں کہ آؤ تم بھی اس غلام سے سبق سیکھو جس نے کلمہ کی حفاظت کے لئے اپنے سارے آرام تج ڈالے تھے اور ایسے ایسے دکھ برداشت کئے کہ آج ان کے تصور سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پس اے مسلمانو! اگر تم آؤ اور اس نیک کام میں احمدیوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ تو، میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مٹا نہیں سکے گی، تم زمین

پر بھی اجر پاؤ گے اور آسمان پر بھی اجر پاؤ گے اور خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہمیشہ تمہارے کاشانوں پر برستی رہیں گی لیکن اگر تم نے اس آواز پر لبیک نہ کہا تو پھر اس دنیا میں تم سے بڑھ کر اور کوئی مجرم نہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہوئے جب آپؐ کے مقدس نام پر حملہ کیا گیا اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے جب اس کی وحدانیت پر حملہ کیا گیا تو تم آرام سے بیٹھے رہے اور تم نے اپنے سیاسی مشاغل اور سیاسی مطالب کی خاطر ایک ذرہ بھی اس بات کی پرواہ نہیں کی۔ پھر یہ آسمان اور زمین تم پر رحمت نہیں بھیجیں گے اور نہ کبھی تمہارا نام عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔